مواعظِ اختر
نمبر ۳۹

قلبِ شکستہ کی تعمیر

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

مواعظِ اختر
نمبر ۳۹

قلبِ شکستہ کی تعمیر

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اُس کی اشاعت ہے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: قلبِ شکستہ کی تعمیر

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج الملّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۱۱ جمادی اولیٰ ۱۴۱۸ھ اتوار، ۱۴ ستمبر ۱۹۹۷ء بعد از مغرب

مقام: ہال مدرسہ، مولانا یونس پٹیل صاحب مدظلہ ڈربن (جنوبی افریقہ)

موضوع: ملفوظات وبعض حالات زندگی

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات **صفحہ نمبر**

حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادیؒ کی نسبت............۷
حضرت والا کے بعض حالات زندگی حضرت والا کی زبانی............۸
سِیۡمَاهُمۡ کی تفسیر............۹
موت ہنگامۂ حیات کو خاموش کر دیتی ہے............۱۰
دنیا کی حقیقت کیا ہے؟............۱۱
حضرت پھولپوریؒ کی عاشقانہ عبادت اور اس کے اثرات............۱۲
جس شیخ سے مناسبت ہو اس سے تعلق قائم کرو............۱۳
حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحبؒ کا مقام............۱۴
معشوق مت بنو عاشق بنو............۱۵
اللہ والوں کی برائی ہرگز مت کرو............۱۵
قلبِ شکستہ کو خود حق تعالیٰ اپنے دستِ کرم سے تعمیر کرتے ہیں............۱۷
اللہ والوں کے نورِ قلب کا عالم............۱۸
اللہ تعالیٰ کا حکم سب سے زیادہ قیمتی ہے............۱۹
فَفِرُّوۡۤا اِلَی اللہِ کی تفسیر............۲۱
شیطانی فریب کی مختلف صورتیں............۲۲
عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے............۲۳
لڑکیوں کو ملازم مت رکھو............۲۴
نفع لازم نفع متعدی پر مقدم ہے............۲۵

پاک مزہ اور حرام مزہ میں فرق.................................. ۲۷
اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا فرض ہے.................................. ۲۸
عورت کا ملازمت کرنا ظلم ہے.................................. ۲۹
وراثت میں لڑکی کا ایک اور لڑکے کے دو حصے ہونے کا راز.................. ۲۹
اجتناب معصیت میں ہمت میں کمی مت کرو.................................. ۳۰
داخلِ سلسلہ ہونے سے تمام بزرگوں کی دعائیں ملتی ہیں.................. ۳۱
جمعہ کو والدینِ روحانی وجسمانی کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں.................. ۳۲
اہل اللہ کی صحبت کی برکات.................................. ۳۳
عشقِ مجازی سے کھوپڑی گرم ہوجائے گی.................................. ۳۳
دُنیائے بے وفا سے دل لگانا بے وقوفی ہے.................................. ۳۴
حسین شکلوں پر مرنے والوں کی مثال.................................. ۳۵
کسی کے تل کے لئے تلملاؤ مت.................................. ۳۷
اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت.................................. ۳۷
حُسن کا جادو احساسِ بربادی ختم کر دیتا ہے.................................. ۳۸
لطیفہ.................................. ۳۸
اللہ تعالیٰ پر فدا ہونے کا طریقہ.................................. ۳۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلبِ شکستہ کی تعمیر

یوں تو دنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی

جب قبر میں گئے تو اب کہاں گیا ہمارا کاروبار، کہاں گئیں مرسڈیز، کہاں گئے ہمارے موبائل اور کہاں گیا ہمارا موبل آئل۔ اللہ کی ناخوشی سے بچنے میں جان دینا اور غم اٹھانا، اسی کا نام تصوف ہے، اسی کا نام احسان ہے، اسی کا نام اسلام ہے، اسی کا نام ایمان ہے، جس کو یہ توفیق نہیں ہے اس کی زندگی بہت ہی خسارہ میں ہے، جب جنازہ قبر میں اُترے گا تب معلوم ہوگا کہ جن کے سہارے پر ہم جی رہے تھے وہ سارے سہارے ختم ہوگئے، کاش ہم خدا تعالیٰ کے سہارے پر جیتے اور مرتے اور اللہ کو خوش کرتے اور اپنے نفس کی ایک بھی ڈیمانڈ پوری نہ کرتے اِلاَّ یہ کہ جس خواہش سے اللہ بھی خوش ہوں، حلال خواہش پوری کرو، مرنڈا پینے کا دل چاہتا ہے پی لو، شراب پینے کا دل چاہتا ہے مت پیو، جان دے دو مگر مت پیو، جن خوشیوں سے اللہ ناخوش ہو، تو اللہ کو ناخوش کرکے ان کی ناخوشی کی راہوں سے اپنے دل کو خوش کرنا یہ خلافِ غیرتِ بندگی ہے۔

ہمارے گناہوں کے باوجود یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے ورنہ اگر اللہ ان کی آنکھیں نکال دے، ان لوگوں پر اپنی صفتِ انتقام کو ظاہر فرمادے جو لوگ لڑکیوں کو دیکھتے رہتے ہیں اور حسنِ مجازی میں، عشقِ مجاز میں مبتلا رہتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام فرمایا ہے:

﴿قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ﴾

(سورۃ النور، آیت:۳۰)

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ایمان والوں سے فرمادیں کہ اپنی نظر کی حفاظت کریں۔ کسی کی بیٹی، کسی کی بہن، کسی کی ماں پر نظر نہ ڈالیں، تو غض بصر کا حکم قرآنِ پاک سے ثابت ہے، یہ تصوف غیر شرعی نہیں ہے، احکامِ شریعت کو دردِ دل اور محبت سے ادا کرنا اسی کا نام طریقت ہے، خشک زاہد رسمی سجدہ کرتا ہے اور اللہ کا عاشق سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی پر جان فدا کرتا ہے، جیسے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کا سر اللہ کے قدموں میں ہوتا ہے۔

حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادیؒ کی نسبت

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جب کانپور کے مدرسہ میں مدرس تھے تو اس وقت حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مولانا شاہ فضلِ رحمٰن صاحب نے حضرت تھانوی سے فرمایا کہ مولوی اشرف علی! جب میں سجدہ کرتا ہوں تو مجھے اتنا مزہ آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمارا پیار لے لیا ہو اور جب تلاوت کرتا ہوں تو اتنا مزہ آتا ہے کہ اگر تم لوگوں کو وہ مزہ مل جائے تو کپڑے پھاڑ کر جنگلوں میں نکل جاؤ اور جنت میں جب میرے پاس حوریں آئیں گی تو میں قرآن شریف کی، اللہ کے کلام کی تلاوت کرتا رہوں گا اور حورانِ جنت سے کہوں گا کہ بیبیو! اگر قرآن سننا ہے تو بیٹھو ورنہ اپنی راہ لو۔

نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری، راہ لے اپنی
تجھے اٹھکیلیاں سوجھی ہیں، ہم بیزار بیٹھے ہیں

بس بیچ میں یہ اشارہ کردیا، آج میں مسلسل کئی دن سے بولنے کے بعد آرام کررہا

ہوں جیسا کہ پائلٹوں نے بتایا کہ جب ہم جہاز اُڑاتے ہیں تو اٹھارہ گھنٹے کے بعد لوہا بھی تھک جاتا ہے پھر اس لوہے کو ہم آرام دیتے ہیں۔ تو میں بھی انسان ہوں، میرے پھیپھڑے، دل، گوشت پوست کا ہے کوئی لوہا نہیں ہے، مجھے بھی آرام کی ضرورت ہے۔

حضرت والا کے بعض حالات زندگی حضرت والا کی زبانی

تو میں کہہ رہا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بدونِ استحقاق دس سال حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس جنگل میں رکھا جس کو سید سلیمان صاحب نے دیکھا کہ وہاں تالاب تھا، کوئی لیٹرین نہیں تھی، غسل خانہ نہیں تھا، سخت سردیوں میں ٹھنڈے پانی سے نہانا اور دریا سے وضو کرنا اور جنگلوں میں قضائے حاجت کرنا پڑتا تھا، وہاں کوئی جاجرو نہیں تھا، گجراتی میں لیٹرین کو جاجرو کہتے ہیں، ہمارے گجراتی لوگ جاجرو سے بہت مزہ لیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اے عاشق! کسی خوبرو کو جاجرو میں جاکر دیکھو کہ کیسا لینڈنگ کررہا ہے، ان کے ڈسٹمپر کو مت دیکھو، خلافِ پیغمبر مت چلو، ان کے اندر کچھ نہیں ہے، سب گندگیاں بھری ہوئی ہیں، بس حلال کی بیوی مستثنیٰ ہے، وہ تو نعمت ہے چونکہ ہماری اولاد اور نسل اور بچے عالم، حافظ پیدا ہوں، اولیاء اللہ ہوں جو ہماری مغفرت کا ذریعہ ہیں۔

تو چونکہ سید سلیمان صاحب کا پھولپور دیکھا ہوا ہے جہاں میرے شیخ کے زمانہ میں بجلی بھی نہیں تھی، رات بھر مچھروں کو اڑاتا رہتا تھا اور ناشتہ بھی نہیں کرتا تھا، میرے شیخ ایک بجے کھانا کھاتے تھے، وہ آج کل کی خانقاہ نہیں تھی جہاں دہی بڑے سموسے پاپڑ ملتے ہیں۔ سنا آپ نے اس زمانے کا تصوف! دیکھو! کتنا مہنگا سودا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی نعمت سے دس سال میں نے اپنے شیخ

کے ساتھ اس جنگل میں گذار دیئے، جب حضرت شیخ ایک دفعہ اللہ! کہتے تھے تو اتنا مزہ آتا تھا کہ معلوم ہوتا دونوں جہان پا گیا اور میرے شیخ کو خواب میں بارہ مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے کتنے بڑے مرتبہ والے شیخ کی صحبت اختر کو نصیب فرمائی۔ ایک دفعہ حضرت نے فرمایا کہ ہم کو ایک مرتبہ ایسی زیارت ہوئی کہ ہم نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم مبارک کے لال لال ڈورے بھی دیکھے اور خواب ہی میں عرض کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آج عبد الغنی نے آپ کو خوب جی بھر کے دیکھ لیا؟ تو ارشاد ہوا کہ ہاں! عبد الغنی! آج تم نے اپنے رسولِ خدا کو خوب اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان و کرم ہے کہ یہ جو آپ لوگ مجھ سے محبت کر رہے ہو یہ میرے بزرگوں کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔

سِیْمَاهُمْ کی تفسیر

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ تفسیر موضح القرآن کے مصنف کئی گھنٹے عبادت کی، جب قلب میں عبادت کا نور بھر گیا اور قلب سے چھلکنے لگا اور چہرہ سے جھلکنے لگا اور آنکھوں سے ٹپکنے لگا، یہ ہے سِیْمَا کی تفسیر:

﴿سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ﴾

(سورۃ الفتح، آیت:۲۹)

تفسیر روح المعانی اس کی تائید کرتی ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سِیْمَا کیا ہے؟

هُوَ نُوْرٌ يَّظْهَرُ عَلَى الْعَابِدِيْنَ يَبْدُوْ مِنْ بَاطِنِهِمْ اِلٰى ظَاهِرِهِمْ

(روح المعانی ج۲۶، ص۱۲۵، مکتبہ دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

سیما ایک نور ہے، جب اللہ والوں کے باطن سے انوارِ الٰہیہ بھر کر چھلکنے لگتے ہیں

اوران کے چہرہ سے جھلکنے لگتے ہیں، آنکھوں سے ٹپکنے لگتے ہیں تو وہ نوران کے جسم پر ظاہر ہوجاتا ہے۔

تو آج چونکہ ہمارا ایک شاگرد سید سلیمان یہاں بیٹھا ہوا ہے جس نے میرے دس سالہ زندگی کا جغرافیہ دیکھا ہوا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ جس طرح اختر اپنے شیخ کے ساتھ یہاں رہتا ہے ہمارا تو ایک دن گذارنا بھی مشکل ہے۔ آپ خود سوچ لو کہ بارش ہورہی ہے، سردی کا مہینہ ہے، حضرت کے یہاں لیٹرین بھی نہیں تھی، اب جنگل میں جاؤ، تالاب پر وضو کرو اور چونکہ جوانی کا زمانہ تو اگر غسل فرض ہوجائے تو سخت سردی میں تالاب کے ٹھنڈے یخ پانی میں نہاؤ، اوراس تالاب میں سینکڑوں جونکیں تھیں، اگر ایک جونک بھی لپٹ جائے تو چھڑانا مشکل ہوجاتا ہے اور وہ سارا خون چوس لیتی ہے۔ تو نہاتے ہوئے ہاتھ پیروں کو حرکت دیتے رہو تاکہ کوئی جونک نہ چمٹ جائے۔ وہ دن ایسے گذرے تھے کہ اب ان کے تصور سے بھی کانپ جاتا ہوں، اپنے تصورِ ماضی سے میں خود کانپنے لگتا ہوں، اللہ کا شکر ہے کہ آج گرم پانی سے وضو کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے کتنا آرام دیا ہے اور آج میری خانقاہ میں آنے والے لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ کی خانقاہ میں کھانے وغیرہ کا کیا انتظام ہے؟ میں نے کہا مجھ سے مت پوچھو میر صاحب کو دیکھ لو، شاہد طعام ہیں، شاہد کچن ہیں، ان کا کچن دیکھو، تو کتنا آرام ہے۔

موت ہنگامۂ حیات کو خاموش کردیتی ہے

آپ بتایئے! ہمارے زمانہ میں کیا تھا دوستو! اسی لیے دردِ دل سے کہتا ہوں کہ اللہ کی محبت سیکھو ورنہ جس دن جنازہ قبر میں اُترے گا تو ہمارے سارے سہارے ختم ہوجائیں گے، آنکھیں ہوں گی دیکھ نہ سکو گے، کان ہوں گے سن نہ سکو گے، ناک ہوگی سونگھ نہ سکو گے، زبان ہوگی مگر کبابوں کا سب ذائقہ

ختم ہوجائے گا، معشوق سامنے ہوں گے، اردگرد ہوں گے مگر دیکھ نہ سکوگے، اگر نزع کے عالم میں معشوق آپ کے لبوں پر اپنا گال رکھ دے تو احساس کا ادراک بھی نہ ہوگا۔ اکبرآبادی کا شعر ہے ؎

قضا کے سامنے بے کار ہوتے ہیں حواس اکبرؔ
کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

اے اکبرؔ! جب موت کی بے ہوشی آتی ہے تو سارے حواس بے کار ہوجاتے ہیں، سیٹھ مالدار بھی ہے، عاشق مزاج رومانٹک بھی ہے، تمام لیلائیں سامنے ہیں، آنکھیں بھی کھلی ہیں مگر بینا نہیں ہیں، موت کی بے ہوشی طاری ہے، آکسیجن چڑھی ہوئی ہے، اب آنکھیں ہیں دیکھ نہیں سکتے، کان ہیں سن نہیں سکتے، وہ وقت کتنا بے بسی کا ہوتا ہے لیکن جولوگ اللہ پر فدا ہیں، ان کی روح اس وقت بھی اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہوتی ہے، اس وقت بھی قربِ الٰہی کا عالم رہتا ہے، وہ اللہ کے قرب کی لذت اس وقت بھی کھینچتے رہتے ہیں اوران کی اللہ والی روح اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ رہتی ہے۔ تو کیوں ایسے سہارے سے لپٹے ہوئے ہو جو تمہارے کام نہ آئے، جو اس وقت ان سہاروں سے لپٹتا ہے، اپنے مولیٰ سے غفلت میں رہتا ہے۔ ایک شعر اور یاد آگیا ؎

آکر قضا با ہوش کو بے ہوش کر گئی
ہنگامۂ حیات کو خاموش کر گئی

دنیا کی حقیقت کیا ہے؟

وہ شادی کے منصوبے بنانا، مکان خریدنے کی اسکیم بنانا، گھوڑے پالنا، جو دنیا خدا سے غفلت کے ساتھ ہو وہ مذموم ہے اور اگر اللہ بھی ساتھ ہے، اللہ کی یاد بھی ساتھ ہے تو وہ دنیا دنیا نہیں ہے،

اِنْ اَلْهَتْكَ عَنِ الْاٰخِرَةِ

(روح المعانی ج۲۷، ص۱۸۵، مکتبہ دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

جو دنیا ہمیں آخرت سے غافل کردے وہ دنیا بُری ہے۔ یہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر روح المعانی ہے کہ دنیا کب بُری ہے؟ اِنْ اَلْهَتْكَ عَنِ الْاٰخِرَةِ جب تم کو آخرت سے غافل کردے، وَاِنْ جَعَلْتَ الدُّنْيَا ذَرِيْعَةً لَّهَا فَهِيَ نِعْمَ الْمَتَاعُ اور اگر تم دنیا کو وسیلۂ آخرت و ذریعہ کرلو، اگر آخرت کا ذریعہ بنالو تو یہ دنیا بہترین متاع ہے، بہترین مال ہے، بہترین نعمت ہے، جو مالک پر فدا ہو۔

حضرت پھولپوری کی عاشقانہ عبادت اور اس کے اثرات

تو اچانک یہ خیال آگیا کہ میں نے خانقاہ پھولپور میں اپنی زندگی جس طرح سے گذاری تھی اس کا ایک نمونہ پیش کردوں، سید سلمان ندوی صاحب نے اس کا جغرافیہ بھی دیکھ لیا ہے۔ تو آج کی خانقاہ کو سوچو اور اس زمانہ کی خانقاہ کو سوچو کہ کیسی تھی مگر وہاں ہر وقت انوار کی بارش ہوتی رہتی تھی، ہمارے شیخ پانچ پارے اور کبھی دس پارے تلاوت کرتے تھے، روزانہ تہجد کے وقت پورا قصیدۂ بردہ پڑھتے تھے حالانکہ اس میں ڈیڑھ سو اشعار ہیں، اور مناجاتِ مقبول کی ساتوں منزلیں روزانہ پڑھتے تھے اور وہ بھی دیکھ کر نہیں، زبانی پڑھتے تھے، اب آپ سوچیں کہ آج ہمارے لئے ایک منزل روزانہ پڑھنا مشکل ہے اور حضرت ساتوں منزلیں روزانہ زبانی پڑھتے تھے اور سب ملا کر تقریباً آٹھ گھنٹے عبادت کرتے تھے اور ان آٹھ گھنٹوں میں کمر بالکل سیدھی کیے بیٹھتے تھے مگر جھومتے رہتے تھے، اور کبھی ٹوپی بھی اُتار دیتے تھے اور درمیانِ تلاوت میں کبھی یہ مصرع بھی پڑھتے تھے ؎

آجا مری آنکھوں میں سما جا مرے دل میں

اور ہر آٹھ دس منٹ کے بعد ایک نعرہ مارتے تھے **ھو**، جنگل کے عالمِ **ھو** میں نعرۂ **ھو** لگاتے تھے، اور حضرت فرماتے تھے کہ یہ **ھو** بھی اللہ کا نام ہے۔ علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام **ھو** بھی ہے۔ تو حضرت رات بھر عبادت کرنے کے بعد فجر کی نماز خود ہی پڑھاتے تھے، حضرت کی آواز اتنی پیاری تھی کہ ایک دفعہ حضرت کی تلاوت کی آواز سن کر ہندو کافروں کی بارات رک گئی تھی، وہ کہنے لگے کہ بھئی! ہمارے قدم اٹھ نہیں سکتے، سنو! یہ کیسی آواز ہے۔ حضرت، شبلی منزل اعظم گڑھ میں اکثر مغرب کی نماز پڑھاتے تھے اور سید سلمان ندوی موجود ہیں ان سے پوچھ لیں، یہ گواہی دے رہے ہیں کہ میں نے بھی شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے شبلی منزل اعظم گڑھ میں مغرب کی نماز پڑھی ہے۔ تو میرے شیخ کی آواز سن کر کافر بھی ایک قدم آگے نہیں بڑھا سکے، بارات جارہی تھی کہ یہ آواز سن کر رُک گئی، پوری فجر کی نماز سنی تب آگے بڑھے۔

تو میں نے شیخ کو آٹھ آٹھ گھنٹے عبادت میں دیکھا ہے اور حضرت عاشقانہ عبادت کرتے تھے، یہ نہیں کہ چلو کسی طرح سے لشتم پشتم معمولات پورے کرلو، حضرت اس طرح عبادت کرتے تھے، اس طرح تلاوت کرتے تھے جیسے کئی دن کا بھوکا آدمی کباب شامی اور بریانی پا گیا ہو، تو وہ کیسے شوق سے کھائے گا اور کئی دن کا پیاسا آدمی شربتِ روح افزا پاجائے تو اس کا کیا عالم ہوگا۔ تو حضرت کی عبادت کا یہ رنگ تھا کہ درمیان درمیان میں دس آیت کے بعد ایک نعرہ لگاتے تھے، اور روزانہ پانچ پارے تلاوت کرتے تھے اور ہر دس بیس آیتوں کے بعد اللہ! کا نعرہ لگاتے تھے اور اس نعرہ کی آواز سے مسجد گونج جاتی تھی۔

جس شیخ سے مناسبت ہواس سے تعلق قائم کرو

آہ! یہی کہتا ہوں کہ اللہ والوں کی صحبت میں رہ لو، شریعت کے جس حکم پر آج عمل کی ہمت نہیں ہورہی ہے، اگرچہ وہ عالم بھی ہے، عالمِ شریعت تو ہے، عاملِ شریعت نہیں ہے، اس کے پاس علم ہے مگر معمول نہیں ہے، معلوم تو ہے مگر اس کا معلوم اس کا معمول نہیں بن سکا، کیونکہ علم روشنی ہے اور اس روشنی میں چلنے کے لیے پیٹرول کی ضرورت ہے، موٹر میں روشنی ہے مگر پیٹرول نہیں ہے تو وہ کیسے چلے گی؟ اس لئے اللہ والوں کے پاس جاؤ، کسی خانقاہ میں رہو، اختر نہیں کہتا کہ صرف اسی کے بن جاؤ، اختر تو دعا کرتا ہے کہ جن کو مجھ سے مناسب ہوا ے اللہ ان کو مجھ سے جوڑ دے، جن کو کسی اور سلسلہ سے مناسبت ہوان کو وہاں پہنچا دے۔ تو ان شاء اللہ اہل اللہ کی چند دن کی صحبت کے بعد پھر یہ شعر پڑھو گے ؂

نظر سے مردہ دلوں کو ملی حیاتِ ابد
یہ واقعہ مرا خود اپنا چشم دید ہوا

یہ مولانا منصور کا شعر ہے۔

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحبؒ کا مقام

اب بیان کے بعد اشعار کی مجلس ہوگی، جن کو میرے درد وغم اور آہ وفغاں سے مناسبت نہ ہوان کی چھٹی ہوجائے گی اور جن کو میرے آہ وفغاں سے گرمیِ ایمان ملتی ہے ان حضرات کو دعوت دیتا ہوں کیونکہ ہم ان بزرگوں کے صحبت یافتہ ہیں جن کے بارے میں حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہندوستان میں ان سے زیادہ کسی کا تعلق مع اللہ نہیں ہے اور وہ ہیں مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ میں ان کے ساتھ مسلسل تین سال رہا ہوں۔ حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے ایک بیان فرمایا تو

اس بیان نے میرے قلب کو مجلّٰی کردیا۔ تو جن کے وعظ سے اتنے بڑے عالم و مفتی اعظم ہند کا قلب مجلّٰی ہوا ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اختر کو تین سال رکھا۔ ایک مرتبہ مولانا شاہ محمد احمد صاحبؒ کے اشعار کی مجلس عشاء کے بعد شروع ہوئی اور اس مجلس میں ندوہ کے علماء بھی موجود تھے، مولانا سلمان صاحب بھی تھے، مولانا علی میاں ندوی کے بھانجے بھی تھے، بہت بڑے بڑے علماء تھے، تو عشاء کے بعد مجلس شروع ہوئی اور صرف اشعار پڑھے گئے اور تہجد کا وقت ہوگیا، سب نے تہجد پڑھی پھر اشعار کی مجلس شروع ہوئی، پھر فجر کی نماز پڑھی، اس کے بعد پھر اشعار شروع ہوئے اور سب لوگ اشراق پڑھ کر گئے، یہ بات مولانا شاہ محمد احمد صاحبؒ نے خود مجھے بتائی۔ تو آج یہاں اشعار کی جو مجلس ہوگی اس سے پہلے آپ سب کو کھانا بھی ملے گا، یہ خالی اشعار سے لوگوں کا پیٹ نہیں بھرے گا، عشاء کے بعد فوراً کھانا ملے گا تاکہ یہ کان میرے اشعار کو صحیح سن سکیں ورنہ پیٹ کان میں خلل انداز ہوگا۔

معشوق مت بنو عاشق بنو

مولانا رومی کا کتنا پیارا شعر ہے ؎

ترک کن معشوقی و کن عاشقی
اے گماں بردہ کہ خوب و فائقی

معشوق مت بنو عاشق بنو کیونکہ معشوق بننے کے لیے تو بہت سی خوبیاں درکار ہیں کہ ناک ایسی ہو، آنکھیں ایسی ہوں، گال ایسے ہوں جبکہ عاشق ہر کوئی بن سکتا ہے، ایک کبڑا بھی عاشق بن سکتا ہے کہ نہیں؟

اللہ والوں کی ہرگز برائی مت کرو

زباں سے تو اے دوست شہہ بازیاں ہیں
بباطن مگر آہ خفاشیاں ہیں

خفاش کہتے ہیں چمگادڑ کو جو گندی نالیوں میں پیشاب چوستا ہے اور آفتاب کی روشنی سے اس کو عداوت ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو لوگ اہل اللہ سے نفرت رکھتے ہیں ان کا مزاج چمگادڑ جیسا ہے جو اندھیروں میں اُلٹا لٹکا رہتا ہے اور اس کا امپورٹ آفس اور ایکسپورٹ آفس ایک ہی ہے، جس منہ سے کھاتا ہے اسی منہ سے ہگتا ہے، یہ سورج سے بغض، نفرت اور دشمنی کی وجہ سے مُعذَّب ہے اور اُلٹا لٹکایا ہوا ہے، ایسے ہی جو لوگ اہل اللہ سے نفرت کرتے ہیں اور ان کی غیبت کرتے ہیں تو وہ اسی منہ سے کھاتے ہیں اسی منہ سے ہگتے ہیں کیونکہ غیبت پاخانہ سے بھی بدتر ہے لہٰذا یاد رکھو کچھ بھی ہو اہل اللہ کے بارے میں زبان مت کھولو۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ میں مفتی بھی ہوں اور مجھے اعتراض کرنا بھی بہت آتا ہے، میں منطق اور فلسفہ کا بہترین استاد ہوں، تبصرہ اور تنقید کا ماہر ہوں لیکن میں نے آج تک کسی اللہ والے کے بارے میں زبان نہیں کھولی، مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ میں اللہ والوں کے بارے میں ہمیشہ نیک گمان رکھوں، اگر ان کی کبھی کوئی خطا دیکھ بھی لوں تو یہ سمجھوں کہ ان کی توفیقِ توبہ بھی اسی مقام کی ہوگی، ان کی توبہ، ان کے آنسو بھی اسی مقام کے ہوں گے جس مقام پر اللہ نے ان کو فائز کیا ہے۔ عوام کی توبہ اور اللہ کے خاص بندوں کی توبہ میں بھی فرق ہوتا ہے۔

تو بعض لوگ بظاہر ایسے ہیں کہ بازِ شاہی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور بادشاہ کے مقرب بھی ہوتے ہیں لیکن چھپ چھپ کر کارِ چمگادڑ کرتے ہیں یعنی نامحرم عورتوں اور امرد لڑکوں سے نظر بازیاں کرتے ہیں اور غیر اللہ سے دل لگاتے ہیں اور اللہ کی ناخوشی کے راستوں سے حرام خوشیوں کو استیراد یعنی درآمد کرتے ہیں، امپورٹ کرتے ہیں۔ دیکھو! استیراد عربی، درآمد فارسی اور امپورٹ انگریزی زبان کا لفظ ہے، آپ کی محبت میں تین زبانیں آپ کو سنائی

ہیں۔مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کا ایک شعر اپنی اس بات کی تائید میں پیش کرتا ہوں،مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گر خفاشے رفت در کور و کبود

بازِ سلطاں دیدہ را بارے چہ بود

اگر چمگادڑ اندھیروں میں پیشاب پاخانے کی نالیوں سے پیشاب چوس رہا ہے، پاخانہ چاٹ رہا ہے تو مجھے چمگادڑوں پر کوئی اعتراض نہیں ہے، نہ کوئی غم ہے کیونکہ وہ اپنی خصلت اور اپنی فطرت کے لحاظ سے گندگی پسند ہیں، غلاظت خور ہیں، چمگادڑ کی ظلمت پرستی، اندھیروں میں رہنے، اُلٹے لٹکنے اور پیشاب و پاخانے کی نالیوں میں بدمست رہنے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے،لیکن جو ظالم بادشاہ کے پاس رہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی، سلطانِ حقیقی کی یاد میں ملتزم اور روضۂ مبارک پر روتے رہتے ہیں، کبھی آدھی راتوں کو اٹھ کر دعائیں مانگتے ہیں تو مجھے ان سلطان دیدہ آنکھوں پر تعجب ہے، مجھے اس سلطان دیدہ باز کی آنکھوں پر تعجب ہے جو بازِ شاہی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، جو باز ہر وقت بادشاہ کے پاس رہتا ہے اس ظالم کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ امردوں اور لڑکیوں سے نظر بازی کرتا ہے اور غیر اللہ سے دل لگا کر اپنے کو بدنام کرتا ہے۔

قلبِ شکستہ کو خود حق تعالیٰ اپنے دستِ کرم سے تعمیر کرتے ہیں

مولانا! اب آگے پڑھو ؎

حقارت سے مت دیکھ ان عاصیوں کو

کہ توبہ کی برکت سے درباریاں ہیں

جو پرہیز کرتے نہیں معصیت سے

انہیں راہ میں سخت دشواریاں ہیں

گناہوں کے اسباب سے دور ہو گے
تو منزل میں ہر وقت آسانیاں ہیں
دوائے دلِ سالکاں عشقِ حق ہے
دلوں میں بہت گرچہ بیماریاں ہیں
رہِ حق میں ہر غم سے کیوں ہے گریزاں
رہِ عشق میں کب تن آسانیاں ہیں
یہ خونِ تمنا کا انعام دیکھو
جو ویرانیاں تھیں وہ آبادیاں ہیں
فدا ان کی مرضی پہ اپنی رضا کر
فقیری میں دیکھے گا سلطانیاں ہیں
ترے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

اب ان اشعار کی شرح سمجھ لو خصوصاً اس آخری شعر کی۔ جو سالک اور اللہ کا عاشق اپنی بُری بُری خواہشات کو ہر وقت نیلام کرتا ہے مگر اللہ کو ناخوش نہیں کرتا، اپنے دل کی خواہشات کو توڑتا ہے، دل توڑ دیتا ہے مگر اللہ کے قانون کو نہیں توڑتا اور غم اُٹھالیتا ہے تو یہ دل بظاہر ویران ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس شکستہ دل کو، ٹوٹے ہوئے دل کو، غمزدہ دل کو، زخمِ حسرت کو اور ویران قلب کو اپنی محبت اور حلاوتِ ایمانی کے میٹریل سے خود تعمیر فرماتے ہیں، اللہ نے اس تعمیر کی نسبت اپنی طرف کی ہے اَبْدَلْتُهٗ اِیْمَانًا جو میری راہ میں غم اٹھاتے ہیں میں ایسے دلوں کو حلاوتِ ایمانی یعنی اپنی محبت کا درد عطا کرتا ہوں۔ یہ ہے مطلب اس شعر کا، ان شاء اللہ ایک دن آپ محسوس کریں گے کہ اللہ تعالیٰ میرے قلب کو پیار کر رہے ہیں۔

ترے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

اللہ والوں کے نورِ قلب کا عالَم

نہ ہم اپنی بُری خواہش کو توڑتے اور دل کو تباہ کرتے، نہ اللہ تعالیٰ اس تباہ شدہ ملبہ سے ہمارے قلب کو تعمیر کا شرف عطا کرتے۔ اور اچھی، حلال اور جائز نعمتوں کو اللہ منع نہیں کرتا ہے، ہمیں ہر تمنا کو توڑنے کا حکم نہیں ہے، اپنی حلال بیوی سے محبت کرو، اس سے حلال کا سموسہ پاپڑ خوب کھاؤ لیکن جب شیطان حرام نظر کا جھانپڑ کھلائے تو وہ جھانپڑ مت کھاؤ، جب دل میں اللہ کی مرضی کے خلاف کچھ کرنے کا ارادہ پیدا ہو تو اس وقت اللہ کو ناخوش نہ کرو، اپنے دل پر غم سہہ لو اور مالک کو خوش کر کے حرام خوشیوں سے توبہ کر لو، ان شاء اللہ، اللہ آپ کے دلوں کو ایسی خوشی دے گا کہ واللہ سلاطین کو اس کا تصور نہیں ہو سکتا، سورج چاند کو اپنی روشنیوں پر ندامت طاری ہو جاتی ہے، جب کوئی اللہ والا راہِ تقویٰ کے غم اُٹھاتا ہے اور خدا اس کو نورِ تقویٰ عطا فرماتا ہے تو سورج چاند کی روشنی کیا حیثیت رکھتی ہے جو اللہ والوں کے قلب میں نور ہے، اللہ والوں کے قلب میں نورِ خالق ہے اور یہ سورج چاند مخلوق ہے، اللہ کی بھِک منگی ہے، جب سورج چاند کو روشنی کی تھوڑی سی بھیک دینے والا اللہ مومن کے قلب میں آتا ہے تو اس کے نورِ قلب کے آگے سورج چاند کی روشنی کیا حیثیت رکھتی ہے۔ تو بندہ اپنا دل توڑ دے مگر قانونِ خداوندی نہ توڑے اور شرافت اور عقل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ جس مالک نے دل بنایا، جس مالک نے آنکھیں اور بینائی دی تو آپ اس کو کیوں غلط استعمال کرتے ہو، جس اللہ نے ماں کے پیٹ میں ہمارے سینہ کو دل عطا فرمایا تو وہ دل اللہ ہی پر فدا کرنے کے لئے ہے، دل اگر ٹوٹتا ہے تو ٹوٹ جائے مگر اللہ کا کوئی حکم نہ ٹوٹے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم سب سے زیادہ قیمتی ہے

مولانا رومی کا ایک شعر یاد کرلو، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؂

گفت ایاز اے مہترانِ نامور
امر شہہ بہتر بہ قیمت یا گہر

شاہی حکم زیادہ قیمتی ہے یا حسین موتی زیادہ قیمتی ہے؟ دیکھئے! کیا انداز بیان ہے مولانا رومی کا کہ خدا کا حکم زیادہ قیمتی ہے یا سڑکوں پر آج کل جو پتھر کی مورتیاں ہیں؟ خوب سوچ لو، فیصلہ کرلو، جن کے قلب میں اللہ کی عظمت و بڑائی ہے وہ اپنی آنکھوں کو بچاتے ہیں اور دل کو توڑتے ہیں اور اللہ کے قانون کا احترام کرتے ہیں، اس کے بدلہ میں خدا ان کو بے مثل خوشی دیتا ہے، حق تعالیٰ کی ذات بے مثل ہے اور ان کی طرف سے عطائے لذتِ قرب بھی بے مثل ہے، یہ لذت نہ سلاطین کو حاصل ہے نہ سموسے پاپڑ اسے جانتے ہیں اور نہ دنیا کی لیلائیں اور کائنات کے مجانین اس کو سمجھ سکتے ہیں، اسے صرف خدائے تعالیٰ کے عارف کا قلب ہی محسوس کرتا ہے۔ بس مولانا اشعار پڑھئے ؂

ترے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں
جو پیتا ہے ہر وقت خونِ تمنا
اسی دل پہ نسبت کی تابانیاں ہیں

سارا سلوک اسی شعر میں ہے، رات بھر تہجد پڑھ لو اور دن بھر تلاوت کرلو لیکن اگر غیر اللہ سے دل لگایا یا لذتِ حرام کے لئے غیر اللہ کو دیکھا اور اس کا نمک حرام چکھا تو ایسے ناشکروں کو اللہ تعالیٰ اپنا دوست کیسے بنائے گا اور کچھ دن کے بعد جب ان کا حسن فنا ہوجائے گا تو آپ ان حسینوں سے بھاگو گے۔ میرا شعر ہے ؂

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

اور اختر نے کمرِ مجاز کا نقشہ یوں کھینچا ہے ؎

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی
ان کے بالوں پہ غالب سفیدی ہوئی
کوئی دادا ہوا کوئی دادی ہوئی

فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ کی تفسیر

مولیٰ کو چھوڑ کر کہاں جاتے ہو؟

﴿فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ﴾

(سورۃ الذّاریات، آیت ۵۰)

لیلاؤں سے بھاگ کر مولیٰ کی طرف آجاؤ۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں آیت فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ کی تفسیر لکھی ہے اَیْ عَمَّا سِوَی اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ غیر اللہ سے بھاگو اللہ کی طرف۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرار کا لفظ نازل فرمایا ہے، یہ لفظ نازل فرمانے سے تصوف کا ایک عظیم مسئلہ حل ہوگیا ہے کہ کسی حسین پر نظر نہ ٹکنے پائے، اگر اچانک نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو، ایک سیکنڈ بھی مت ٹکاؤ ورنہ اللہ کا فرار کا حکم تمہارے قرار سے بدل جائے گا کیونکہ تم نے وہاں قرار اختیار کیا، تم وہاں ٹھہر گئے، اللہ کی نافرمانی کی، اس لئے اللہ کا عظیم احسان ہے کہ ہم غلاموں کو فرار کے لفظ سے بتا دیا کہ چونکہ ہم نے حسن میں میگنٹ یعنی مقناطیس رکھا ہے، اگر تم اس میگنٹ کے مقابلہ میں رہو گے تو لرزہ براندام ہی رہو گے اور میگنٹ تمہیں نچاتا رہے گا، یہ حسین بڑے بڑے ڈاڑھی والوں کو

نچا دیتے ہیں، چونکہ ان پر میگنٹ کا اثر ہے، ان کے عشق میں میگنٹ ہے، لہٰذا ان سے بھاگو، ان کے لیے فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ کا حکم ہے، اس کی تفسیر یہی ہے کہ غیر اللہ سے اللہ کی طرف بھاگو، اگر تم نے کھڑے ہو کر ایک نظر بھی دیکھ لیا تو اتنی سی دیر کی حرام لذت بھی اللہ کے یہاں باعثِ غضب و ناراضگی ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ قرار تم کو قابلِ فرار ہی نہ رکھے اور تم پر فالج گرادے، تمہارے فرار پر فالج گرادے چونکہ تم نے اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب کیا اور اللہ کی عطا فرمودہ قوتِ فرار کو استعمال نہیں کیا، جس قوت کو استعمال نہ کیا جائے وہ مفلوج ہوجاتی ہے۔

شیطانی فریب کی مختلف صورتیں

دیکھو! آج قرار اور فرار ان دو الفاظ کا سبق دے دیا ہے۔ تو جب کبھی کوئی حسین شکل سامنے آئے اور ہر آدمی کے پاس غیر اللہ مختلف شکلوں سے آتے ہیں، ڈاکٹر کے پاس مریضہ بن کر آتی ہے، مولویوں کے پاس مسئلہ پوچھنے آتی ہے، عاملین کے پاس جھاڑ پھونک دم کرانے آتی ہے اور ان کو بے دم کرتی ہے اور ٹیچروں کے سامنے اسٹوڈنٹ بن کر حسین لڑکے یا حسین لڑکیاں آتی ہیں۔ اب آپ سوچیئے! شیطان بھی کیا چیٹر ہے کہ ٹیچر کو بھی برباد کردیتا ہے۔ پھولپور کا قصہ ہے، اعظم گڑھ کے ایک ٹیچر نے مجھے خود بتایا کہ ہم لڑکیوں کو پڑھاتے تھے، ایک دن لڑکیوں نے کہا کہ سنا ہے آپ بہت اچھے شاعر ہیں۔ تو ان کو بھی شیطان نے بہکا دیا اور انہوں نے غالب کی غزل سنائی اور آواز غضب کی تھی، اگر ان کے چہرہ پر نقاب ڈالا جائے تو ایسا لگے گا کہ کوئی خاتون پڑھ رہی ہے، بس ایک لڑکی ان پر عاشق ہوگئی اور یہ پھولپور کے بازار میں تاجر تھے، ان کا جنرل اسٹور تھا جہاں سے میرے شیخ مجھ سے سودا منگواتے تھے۔ حضرت گوشت خریدنے پر میری تعریف کرتے تھے کہ اختر بکرے کا جو گوشت

لاتا ہے ایسا کوئی نہیں پہچانتا اور سب تو قصائیوں کے ڈھونگ میں آجاتے ہیں کہ مولانا! یہاں سے لے لو یہ بہت اچھا گوشت ہے، لیکن میں کسی کی نہیں سنتا تھا، نظر سے پہچانتا تھا، اور ہمارے شیخ خوش ہوجاتے تھے۔ تو ان ٹیچر کا جنرل اسٹور تھا، اب ظاہر بات ہے کہ جب معشوق خود عاشق پر عاشق ہوجائے تو جان بچانا کتنا مشکل ہوگا، اب ان کی نیند اُڑ گئی، رات رات بھر ان کی نیند غائب رہتی اور تجارتی لحاظ سے وہ بے کار ہوگئے، دکان پر جو چیزیں تھیں سب ختم ہوگئیں، دوبارہ لانے کی فکر ہی نہیں رہی۔ اس پر میرا شعر ہے ؎

دل جس کا پھنس گیا ہو کسی زُلفِ یار میں
جی اس کا کیا لگے گا کسی کاروبار میں

بولیئے جناب! بزنس مین لوگو! شعر سن لو میرا، بزنس مین لوگ سن لیں کہ ان صاحب کا بزنس تباہ ہوگیا، دکان میں گرد و غبار اڑنے لگا اور ؎

نہ نکلی نہ اندر رہی جانِ عاشق
بڑی کشمکش میں رہی جانِ عاشق

اب ان کو کچھ دنوں کے بعد جب نیند نہیں آئی تو دماغی توازن خراب ہونے لگا اور دکان کی آمدنی کم ہوگئی تو بال بچے اور بیوی رونے لگے کہ میرے شوہر کو کیا ہوگیا اور ان کی آنکھ آدھی آدھی انچ اندر گھس گئی، مسلسل جاگنے سے دبلے پتلے اور کمزور بھی ہوگئے، ان کی جان پر بن گئی۔ بس ایک دن ہم بازار جارہے تھے تو فوراً کہا کہ بڑے صاحب سنئے! میں نے کہا بھئی! کیا بات ہے؟ چونکہ اس کی آواز بہت اچھی تھی تو میں بھی کبھی کچھ سن لیتا تھا، تو اس نے کہا کہ میں سخت مصیبت میں مبتلا ہوں، شیطان چیٹر نے مجھ ٹیچر کو بروز سنیچر سخت خطرہ میں مبتلا کردیا، میری نیند حرام ہوگئی ہے، آنکھیں دیکھ لو اندر گھس گئی ہیں، دکان فیل ہورہی ہے، بال بچے رورہے ہیں، بچے کہتے ہیں میرے ابو کو کیا ہوگیا، بیوی کہتی

ہے میرے شوہر کو کیا ہوگیا، راتوں کو سو ہی نہیں پا رہا ہوں، آنکھ کھولے ٹکٹکی باندھے آسمان کو تکتا رہتا ہوں، نیند ہی نہیں آرہی، بہت بڑا عذاب ہے، مجھے کوئی مشورہ دو۔

عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے

حکیم الامت مجددِ ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خدائے تعالیٰ جزائے عظیم عطا فرمائے، فرماتے ہیں کہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے، جس نے دوزخ دیکھنی ہو وہ عشقِ مجازی میں مبتلا ہوکر دوزخ کا عذاب چکھ لے، کیونکہ جو جہنم کا مزاج ہے کہ:

﴿لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى﴾

(سورۃ طٰہٰ، آیت:۷۴)

دوزخ میں نہ موت آئے گی نہ حیات ملے گی، تو جس کا دل کسی غیر اللہ سے لگ گیا، نظر سے نظر لڑ گئی تو اس کی نیند حرام ہوجائے گی، نہ جیئے گا نہ مرے گا، نہ نکلی نہ اندر رہی جانِ عاشق ؎

حسینوں سے جسے پالا پڑا ہے
اسے بس سنکھیا کھانا پڑا ہے

یہ میرا ہی شعر ہے، اب اس کی شرح بھی کردوں کہ اگر کسی حسین سے دل لگالیا تو دو مشکلیں ہیں یا تو اس کی جدائی کے غم میں سنکھیا کھا کر مرجائے گا اور اگر اس کو پا گیا تو آؤٹ آف اسٹاک ہوکر پھر حکیموں سے کہے گا کہ حکیم صاحب! کشتۂ سنکھیا کھلائیے، میں تو بالکل نِل (Nil) ہوگیا ہوں۔ تو دونوں حالتوں میں یعنی فراق میں بھی اور وصل میں بھی سنکھیا کھانا پڑا اور زندگی برباد ہوگئی۔ تو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس جملہ کو اگر کوئی سونے کے پانی سے لکھے تو بھی اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا کہ غیر اللہ سے دل لگانا عذابِ الٰہی چکھنا

ہے،اس کی دوزخ کی زندگی ہوتی ہے، نہ نیند آتی ہے، نہ زندگی ملتی ہے نہ موت، موت وحیات کے درمیان میں کشمکش رہتی ہے۔

لڑکیوں کوملازم مت رکھو

اسی لئے تاجروں سے، رین والوں سے، افریقہ والوں سے، لندن والوں سے کہتا ہوں کہ لڑکیوں کوملازم مت رکھو، آج آپ کی ڈاڑھی ہے، آپ نے بزرگوں کی صحبت اٹھائی ہے لیکن آپ کے انتقال کے بعد آپ کے لڑکے کیا کریں گے؟ نوجوان بچے ان کے عشق میں مبتلا ہوجائیں گے، زِنا میں مبتلا ہوں گے۔لوگوں نے کہا کہ صاحب! لڑکیوں کی وجہ سیلنگ (Selling) زیادہ ہوتی ہے اور ڈیلنگ (Dealing) بھی زیادہ ہوتی ہے۔ دیکھو! میں نے انگریزی نہیں پڑھی مگر سیلنگ پر ڈیلنگ کا کیسا قافیہ زبان سے نکلا۔تو چند پیسہ زیادہ آئیں گے اور سودا زیادہ بکے گا مگر آپ کے قلب میں ان حسینوں کی صحبت کے اثرات سے ایسا مرض پیدا ہوگا کہ ایمان بھی چلا جائے گا اور اگر آپ بوڑھے ہونے کی وجہ سے ان سے بچ گئے کہ آپ کے اندر کچھ ہے ہی نہیں، بڈھے ہوگئے اور آؤٹ آف اسٹاک یا ہاف اسٹاک ہوگئے، یہ انگریزی الفاظ استعمال کررہا ہوں۔تو اگر آپ ان سے بچ گئے تو آپ کی اولاد کی خیریت نہیں۔ یادرکھو! نوجوان بچے ایمان واسلام سے ہاتھ دھوکر ان لڑکیوں سے بغیر مسلمان کئے ہوئے شادی کریں گے جوزنا ہوگا اور جو اولاد پیدا ہوگی وہ کافر ہوگی۔

اور یہ فرض نہیں کررہا ہوں، اپنا چشم دید واقعہ بتا تا ہوں، جب میں کینیڈا گیا تو ایک بڑے میاں ملے جو شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ کے خلیفہ تھے، انہوں نے کہا کہ میری ڈاڑھی ہے اور میں تہجد تک قضا نہیں کرتا مگر میرے نوجوان لڑکے نے ایک کرسچن لڑکی سے بغیر اسلام قبول کیے شادی

کرلی اور آج حرامی پوتے دیکھ کر رو رہا ہوں، میری زندگی میں چین نہیں رہا۔ میں نے کہا کہ اسی لئے کہتا ہوں کہ ان ملکوں میں اوّل تو جاؤ نہیں، اگر جاؤ تو سخت احتیاط کرو، جگہ جگہ عربی مدارس قائم کرو، ان میں لڑکوں کو پڑھاؤ اور جہاں تک ہو سکے اپنے بچوں کو نظر کی حفاظت بھی سکھاؤ، اور خود بھی لڑکیوں کو نوکر مت رکھو۔

نفع لازم نفع متعدی پر مقدم ہے

ایک صاحب نے کہا کہ بعض لڑکیاں بیوہ ہیں، بعض یتیم ہیں تو ان پر رحم کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ اب اس بات کو بھی سن لو! نفع متعدی کے لئے ضرر لازم مت کرو یعنی کسی کی جوتیوں کی خاطر اپنا دوشالہ مت گنواؤ، اگر آپ کو بہت رحم آتا ہے تو اگر وہ کافر نہ ہو، مسلمان لڑکی ہے تو کسی دوسرے کے ہاتھ ان کو زکوٰۃ بھیج دو، خود بھی نہ دو ورنہ دل میں توقع ہو جائے گی کہ اب تو پٹی پٹائی ہے۔ کسی سے دوسرے آدمی کے ہاتھ زکوٰۃ بھجوا دو اور اس کو منع بھی کر دو کہ اس کو ہمارا نام مت بتانا لیکن لڑکیوں کو نوکر مت رکھو، اگر آج آپ بچ گئے تو کل آپ کی اولاد ضائع ہو جائے گی۔ بتایئے! جب تنخواہ دیں گے تو ہر وقت ان سے باتیں ہوں گی، لڑکیاں اپنی لپ اسٹک سے بڑے بڑے کی اسٹک خطرہ میں ڈال دیتی ہیں۔ تو میں نے ان لوگوں سے کہا کہ کم آمدنی پر راضی ہو جاؤ مگر لڑکیاں نوکر مت رکھو، صحابہ کرام نے پیٹ پر پتھر باندھے مگر اپنے رب کو ناراض نہیں کیا۔ جب حلال رزق سے رازق راضی ہوتا ہے تو اپنے بندہ کے قلب کو سکون، اطمینان اور چین دیتا ہے، پھر میں نے ایک بڑے میاں کی مثال دی کہ ان کے جنرل اسٹور پر تقریباً اسّی ملازم ہیں، سب مرد ہیں، اس نے اللہ والوں کی صحبت اٹھائی تو اس کو اللہ نے ایسا ایمان عطا فرمایا، لہٰذا ہمت تو کرو، اللہ کے راستہ میں کوشش کرو، اللہ تعالیٰ خود راستہ کھولتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾

(سورۃ العنکبوت، آیت:۶۹)

یعنی تم تھوڑا سا مجاہدہ تو کرو پھر اللہ خود راستے کھولتے ہیں۔بس پیٹ پر پتھر باندھ لومگر اللہ کو ناراض نہ کرو۔

بمبئی میں مجھے ایک ڈینٹسٹ کو اپنا دانت دکھانا تھا تو اس کے پاس ایک کرسچن لڑکی آئی تو اب وہ کرسچن لڑکی کا دانت دیکھ رہا ہے حالانکہ وہ ڈینٹسٹ ڈاڑھی والا تھا اور تبلیغ میں بھی لگا ہوا تھا، اب جو اچانک میری نظر پڑی تو دیکھا کہ اس کا پورا گال اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھا اور خوب مزے لے رہا ہے، میں نے الگ لے جا کر پوچھا کہ اگر تم تھوڑا سا ہاتھ لگاتے تو بھی دانت دیکھ سکتے تھے، یہ تم نے بگوٹا کیوں مارا؟ یہ نئی لغت بتا رہا ہوں، آپ نے بگوٹا مارنا کسی لغت میں کہیں نہیں دیکھا ہوگا۔میرا شعر ہے ؎

بگوٹا مار کر بھاگا ہوا ہے
لنگوٹے سے اسے پہچان لوگے

پاک مزہ اور حرام مزہ میں فرق

جب انسان نامحرموں سے ربط وضبط رکھتا ہے تو ناپاک ہوجاتا ہے، ہر حرام مزے کے بعد مذی ضروری ہے اور اللہ والوں کے پاس دس گھنٹے بیٹھو، پاک رہوگے اور نامحرم لڑکیوں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرو، تھوڑی دیر بعد اپنی میانی کسی لیبارٹری میں دے دو، وہ آپ کو بتادے گا کہ اس میں اتنے پرسنٹ مذی آگئی۔بعض لوگوں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ناپاک مزہ میں اور حلال مزہ میں کیا فرق ہے؟ فرمایا کہ ناپاک مزہ کے بعد مذی لازم ہے اور حلال مزہ اور پاکیزہ مزہ میں مثلاً تلاوت کرتے ہوئے کسی کو مذی نکل سکتی

ہے؟ بزرگانِ دین کے پاس دس گھنٹے بیٹھے رہو، اللہ کی محبت بڑھے گی، قلب پاک ہوگا۔تو میرا یہ شعر کیسا ہے؟ ؎

بگوٹا مار کر بھاگا ہوا ہے
لنگوٹے سے اسے پہچان لوگے

دیکھو بھئی! رومانٹک علاج کے لئے ہمیں رومانٹک کیسپول بتانا پڑے گا،لوہے کولوہا کاٹتا ہے، اگر میں نوجوانوں کو اس قدر مزہ نہ دوں تو بڈھوں کے پاس، مولویوں کے پاس کوئی آئے گا؟ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بہت نوجوان بچے مجھ سے بیعت ہیں، کراچی میں آکر دیکھو،لندن وغیرہ میں دیکھو کیونکہ میں ان کے مزاج کے مطابق بات کرتا ہوں،لیکن ہنسا ہنسا کر،لیلیٰ کے تذکرے سے ان کے عشقِ لیلیٰ کو اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے عشقِ مولیٰ سے بدل دیتا ہے اپنی رحمت وکرم سے، مجھ میں کوئی کمال نہیں مگر اللہ تعالیٰ کا فضل جب ہوتا ہے تو بے کمال بھی باکمال ہوجاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا فرض ہے

اس لئے میں نے ری یونین وغیرہ میں مشورہ دیا کہ لڑکیوں کو نہ پیسے پر رکھو، نہ بغیر پیسے کے رکھو ورنہ ہر وقت نشہ رہے گا یا نہیں؟ انجکشن لگانے کے لئے بھی لڑکیوں کو مت رکھو ورنہ اپنا ایمان نہ رہے گا، ہر وقت آنکھوں کا زِنا ہوتا رہے گا، اب رہ گیا غریب عورتوں کی مدد تو آپ ان کی روزی کی فکر مت کرو، آپ رب العالمین مت بنو، آپ کے ذمہ سارے عالم کی پرورش نہیں ہے، ہمارے ذمہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا فرض ہے، اب ان کا کیا ہوگا، بھوکوں مرجائیں گے تو مرجانے دو، اللہ تم سے نہیں پوچھے گا کہ بیواؤں اور یتیم لڑکیوں کو تم نے نوکر کیوں نہیں رکھا۔ان کی شادیاں کرادو، اگر بیوہ شادی نہیں کرتی تو

ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ہم پر تقویٰ فرض ہے اور مخلوق کی خدمت وغیرہ یہ فرضِ کفایہ ہے، کوئی اور کرلے گا، نہیں تو آپ سے کوئی مواخذہ نہیں ہے، اپنا ایمان ضائع کر کے کسی کی خدمت ہم پر فرض نہیں ہے کہ ہمارا ایمان ضائع ہو جائے۔ لٰہذا مرد ملازم رکھو، اگر ہم کسی مرد کو ملازم رکھیں گے تو وہ پورے گھرانہ کی پرورش کا سبب بنے گا۔

عورت کا ملازمت کرنا ظلم ہے

اقتصادیات اور معاشیات کے ماہر ایک صاحب نے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ عورتوں کو نوکری نہ دی جائے۔ میں نے کہا کہ یہ اقتصادیات و معاشیات کے لحاظ سے بھی معاشرہ پر ظلم ہے کیونکہ ایک شوہر نوکر ہے، اب آپ نے اس کی بیوی کو بھی نوکری دے دی تو اس کا گھرانہ امیر سے امیر تر ہو گیا، ڈبل آمدنی ہوگئی، لیکن اس لڑکی کی جگہ جس مرد کو نوکری نہیں ملی اس کا گھرانہ تو اُجڑ گیا، اس کے چھوٹے چھوٹے بچے اور بوڑھے ماں باپ بھوکوں مر رہے ہیں، یہ معاشرہ پر ظلم ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارحم الراحمین ضرور حکم دیتے کہ اپنی دکانوں میں اور اپنے گھر میں ہر جگہ عورتوں کو ملازم رکھ لو، مگر اللہ نے ان کو پردہ میں رکھا ہے۔

وراثت میں لڑکی کا ایک اور لڑکے کے دو حصے ہونے کا راز

ایک مسئلہ یاد آ گیا کہ میراث کا حکم ہے کہ میراث میں لڑکی کا ایک حصہ اور لڑکے کے دو حصے ہیں، اس کا راز میرے قلب میں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا، جب میں نے بڑے بڑے علماء سے بیان کیا تو ان کو بھی وجد آ گیا کہ چونکہ لڑکی کی شادی ہوگئی اور لڑکی کا روٹی، کپڑا، مکان شوہر کے ذمہ ہے اور لڑکے کے دو حصے اللہ تعالیٰ نے اس لئے رکھے کہ لڑکے کو اپنی روٹی،

کپڑا، مکان کی بھی فکر ہے اور اپنی بیوی کی بھی فکر ہے تو ڈبل فکر والوں کو ڈبل حصہ دیا اور دیکھا جائے تو لڑکی کو اس ایک حصہ کی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ اس کا روٹی کپڑا مکان شوہر کے ذمہ ہے لیکن اللہ نے ایک حصہ اس کا بھی رکھ دیا کہ کبھی مرنڈا وغیرہ پینا چاہے تو شوہر سے مانگنا نہ پڑے۔ بتایئے! کتنا اہم مسئلہ حل ہوگیا۔ بہر حال اپنے بزرگانِ دین سے مشورہ کرو، اہلِ فتویٰ سے مشورہ کرو ورنہ ایمان کی خیر نہیں۔

اجتناب معصیت میں ہمت میں کمی مت کرو

آپ بتاؤ! پیٹرول پمپ پر لکھتے ہیں نو اسموکنگ پلیز، یہ کیوں لکھتے ہیں؟ کیونکہ آگ سے پیٹرول پمپ جل جائے گا تو حسینوں کی آگ سے ایمان جل جائے گا۔

دیکھ نہ ان آتشیں رُخوں کو تو نہ دیکھ
ان کی جانب نہ آنکھ اٹھا اے زنہار
دور ہی سے یہ کہہ الٰہی خیر
پڑھ وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ

جن کے چہرے لال لال انگارے ہیں ان کو مت دیکھو، ان پر اچانک نظر پڑ جائے تو دعا کرو، رَبَّنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ یہ آگ ہیں آگ۔ جب غالبؔ آگرہ گیا تھا تو ایک شعر پڑھا تھا۔

آگرے کے شعلہ رُو ہیں آگ رے
بھاگ رے مرزا یہاں سے بھاگ رے

بتایئے! غالبؔ کے اس شعر میں کیا بلاغت ہے، یہ آگ رے میں جو رے لگایا ہے تو جیسے سانپ نکل آتا ہے تو کہتے ہیں ارے سانپ رے سانپ۔ تو بھاگنا،

فرار اختیار کرنا فرض ہے۔سن لو! اگر حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے پاس رات بھر سجدہ میں روتے رہتے تو اللہ تعالیٰ کی مدد نہ آتی لہٰذا انہوں نے فَفِرُّوْٓا پر عمل کیا یعنی زلیخا کے پاس سے بھاگے حالانکہ جانتے تھے کہ دروازہ پر تالا لگا ہوا ہے مگر انہوں نے کہا اپنی سی بندگی تو کرلوں، دروازہ تک تو چلا جاؤں، جو ہمارے اختیار میں ہے وہ کام تو کرلوں، وہ دروازہ تک دوڑ کر گئے تو اللہ کو رحم آ گیا اور سارے تالے خود بخود کھلتے چلے گئے۔

یاد رکھو! ان حسینوں سے بھاگو، اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی اور آپ کو اللہ کے نام پر فدا ہونے میں اتنا مزہ آئے گا کہ ساری لیلائیں اگر آپ کو مل جائیں تو بھی آپ وہ مزہ نہیں پاسکتے۔اگر دس لیلائیں آپ کو پکڑلیں تو ہاتھ جوڑو گے کہ ہمارے میں اتنا دم خم نہیں ہے۔میرا چشم دید واقعہ ہے، ایک مولوی صاحب نے بتایا کہ انڈیا میں چمارن ہوتی تھیں جو راتوں کو زمینداروں کا غلّہ صاف کرنے کی نوکری کرتی تھیں تو وہ سائیکل سے اسی راستہ سے آتے تھے اور ان چمارنوں کو دیکھتے جاتے تھے۔بس ایک دن انہوں نے پکڑ لیا اور کہا کہ مولوی صاحب! ہم دس عورتیں ہیں، ہم کو آپ استعمال کرو ورنہ ہم کو دیکھتے کیوں ہو؟ تو مولوی صاحب نے خود مجھے بتایا کہ میں نے ہاتھ جوڑے تو جان بچی۔کیا رکھا ہے ان میں، یہ لیلائیں بڈھی بھی ہوسکتی ہیں اور آپ آؤٹ آف اسٹاک ہوکر مزہ بھی نہیں لے سکتے۔لیکن ایک ضعیف کمزور، ٹائیفائیڈ کا مریض جو مولیٰ پر مر رہا ہے وہ اپنے مولیٰ کا نام لے سکتا ہے اور کلمہ پڑھ کر اللہ کے یہاں جاسکتا ہے۔بتاؤ! یہ مضمون کتنا ضروری ہے۔

داخلِ سلسلہ ہونے سے تمام بزرگوں کی دعائیں ملتی ہیں

ہاں تو اعظم گڑھ کے ٹیچر کی بات بتا رہا تھا کہ ان کی آنکھیں اندر دھنس

گئیں، دکان فیل ہوگئی اور راتوں کی نیندیں حرام ہوگئیں، ولییم فائف نے بھی کام نہیں دیا تو ولییم ٹین کھائی، اس کے بعد کہنے لگے کہ اب پاگل خانہ میں چلا جاؤں گا، اللہ کے لئے مجھ پر رحم کرو۔ تو چونکہ میں نے بھی کبھی ان سے اشعار سنے تھے تو میں نے کہا کہ آپ ایک کام کرو کہ اس لڑکی کو ٹیوشن پڑھانا چھوڑ دو، اس نے کہا کہ بہت اچھا اب تو جان پر بن آئی ہے، اب تو چھوڑنا ہی پڑے گا۔ میں نے کہا کہ آج سے وہاں نہیں جانا، اس گلی میں بھی مت جاؤ، اسے خط بھی نہ لکھو، اس کا خیال بھی قصداً نہ لاؤ، اور چلو میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب کے پاس۔ میں انہیں حضرت کے پاس لے گیا، میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت یہ عشقِ مجازی کا مارا ہوا پاگل ہونے والا ہے اس کو آپ داخلِ سلسلہ کر لیجئے، کچھ اللہ اللہ بتا دیجئے، حضرت نے بیعت کر لیا اور اللہ کا نام بتا دیا۔ میرے شیخ کی آدھی رات کی دعائیں دیکھئے! ابھی صرف مرید ہی کیا ہے، وہ حضرت کے پاس زیادہ آتے بھی نہیں تھے، لیکن پیر پر، شیخ پر واجب ہے کہ اپنے مریدین کو اپنی خاص دعاؤں میں دردِ دل سے یاد رکھے، اگر اس میں یہ جذبہ نہیں ہے تو وہ پیر بنانے کے قابل نہیں ہے۔ تو حضرت کی دعائیں ہوئیں اور اس نے وہاں جانا بند کر دیا، اللہ نے توفیق دے دی، اللہ والوں کی برکت سے توفیق مل جاتی ہے، کیونکہ اس کو ہزاروں بزرگوں کی دعائیں ملتی ہیں، بیعت تو ہوتا ہے ایک سے مگر شیخ کا شیخ، پھر اس کا شیخ، روحانی دادا، پردادا سب کی دعائیں ملنا شروع ہو جاتی ہیں، یہ بات مجھ کو مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے میری خانقاہ میں بتائی تھی کہ جب کوئی داخلِ سلسلہ ہوتا ہے پورا عالمِ برزخ ہل جاتا ہے، سارے اولیاء اللہ اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

جمعہ کو والدینِ روحانی وجسمانی کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں

کیونکہ جامع الصغیر کی روایت ہے کہ ہر جمعہ کو ہمارے اعمال ہمارے بزرگوں کو پہنچائے جاتے ہیں، ہمارے ماں باپ کو، ہمارے دادا دادی اور دیگر رشتہ داروں کو اور ہر پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہمارا عمل پیش ہوتا ہے۔

تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ عَلَى الْاٰبَآءِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ عَلَى اللهِ وَتُعْرَضُ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ وَعَلَى الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّهَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

(جامع الصغیر: ج۱، ص۱۳۰)

کو ماں باپ کو ہمارا عمل پہنچایا جاتا ہے، اس میں روحانی ماں باپ بھی شامل ہیں۔ تو مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے میری خانقاہ کراچی میں فرمایا کہ جو مرید ہوتا ہے اگرچہ کنڈم ہو، تھرڈ کلاس کا ڈبہ ہو جس کی سیٹیں پھٹی ہوتی ہیں اور اسکرو ڈھیلے ہوتے ہیں مگر چونکہ یہ انجن سے جڑا ہوا ہے لہٰذا جہاں انجن فرسٹ کلاس کے ڈبوں کو لے کر پہنچے گا تو یہ ٹوٹے پھوٹے تھرڈ کلاس کے ڈبے بھی وہیں پہنچ جائیں گے۔

اہل اللہ کی صحبت کی برکات

اسی لئے فرمایا کہ اللہ والوں کی صحبت کو غنیمت سمجھو، ان سے تعلق رکھنا معمولی نعمت نہیں ہے۔ اگر تھرڈ کلاس کا ڈبہ کہے کہ ہم تو چوں چوں کر رہے ہیں، اسکرو ہمارے ڈھیلے ہیں، ہم کنڈم کو کون پوچھے گا، تو تم ذرا جڑ کر تو دیکھو، جہاں فرسٹ کلاس کے ڈبے پہنچے ہیں ان سے تعلق کی برکت سے آپ بھی وہیں پہنچیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہاں تو تھرڈ کلاس کا ڈبہ ہمیشہ تھرڈ کلاس ہی رہتا ہے مگر اللہ والوں سے تعلق کے بعد تھرڈ کلاس والے انسان پھول بن جاتے ہیں، جو کانٹوں

کی طرح بداخلاق ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اخلاق اچھے کر کے انہیں خلعتِ گل عطا کرتا ہے یعنی اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے ان کو بھی اللہ والا بنا دیتا ہے۔

عشقِ مجازی سے کھوپڑی گرم ہوجائے گی

تو آپ کو انتظار ہوگا کہ اس ٹیچر کا کیا ہوا؟ آخر میں ان کی آنکھیں جو اندر گھس گئی تھیں باہر آنے لگیں، گالوں پر جو ہڈی تھی ان ہڈیوں پر گوشت آنے لگا اور دکان بھی صحیح ہوگئی، جتنی چیزیں ختم ہوگئی تھیں وہ سب آنے لگیں، دکان پر گاہک بھی آنے لگے اور اس کو نیند بھی آنے لگی۔ یہ عشقِ مجازی بہت برا مرض ہے۔ ایک عاشق نے مجھے بتایا کہ اور میں اسے جانتا تھا کہ وہ ایک معشوق کے ساتھ رہتا ہے، تو اس نے کہا کہ میری کھوپڑی ہر وقت گرم رہتی ہے، آپ کے پاس کوئی ٹھنڈا تیل ہے؟ میں نے اپنے یہاں کا بنا ہوا ہیئر آئل دے دیا جس میں ساری ٹھنڈی دوائیں کدو کا بیج، روغنِ کاہو، خشخاش اور بادام تھے، تو وہ دو دن بعد پھر میرے پاس آیا کہ آپ کے ٹھنڈے تیل سے میری کھوپڑی ٹھنڈی نہیں ہوئی، آپ کا تیل گرم ہوگیا۔ چونکہ میں دیکھ رہا تھا کہ یہ ایک معشوق کے ساتھ مبتلا ہے لہٰذا میں نے اسے کہا کہ دیکھو! اس معشوق کو بھگا دو، اس کو گھر بھیج دو، اس نے فوراً میرا مشورہ مانا، ایئر پورٹ جا کر اس کا ٹکٹ کر کے فوراً اس کو بھگا دیا، اب اس کے دو دن بعد آیا اور کہا کہ اب آپ کے تیل کی کوئی ضرورت نہیں ہے، میری کھوپڑی خود ہی ٹھنڈی ہوگئی۔ یہ واقعہ کس لئے پیش کر رہا ہوں؟ بتاؤ! اس میں ہدایت ہے یا نہیں؟

دُنیائے بے وفا سے دل لگانا بے وقوفی ہے

ایک مرتبہ ہم لوگ اپنے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کانپور میں تھے، ایک ڈاکٹر آیا، چالیس سال کے قریب عمر تھی، اس کا کسی ڈاکٹرنی پر

دل آ گیا تھا وراس سے شادی کرنا چاہتا تھا مگراس ڈاکٹرنی کا دل کسی اور پر آیا ہوا تھا، وہ اس کو لفٹ نہیں کراتی تھی، بات بھی نہیں سنتی تھی، وہ روتا رہتا تھا، اس نے آ کر میرے شیخ سے عرض کیا کہ حضرت ایک ڈاکٹرنی سے میرا دل مل گیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ میری شادی ہو جائے مگر وہ مجھ سے بالکل بے التفاتی، بے توجہی برتتی ہے، اس کو مجھ پر ذرا بھی رحم نہیں آتا اور یہ کہہ کر رونے لگا، اس پر ایک عالمِ اضطراب طاری تھا، اس کا جملہ اب تک یاد ہے، اس نے کہا کہ میرے قلب پر عالمِ اضطراب طاری ہے، میں پریشان وغمزدہ ہوں اور رونے بھی لگا۔ حضرت نے کہا کہ اچھا میں دعا کرتا ہوں مگر بعد میں حضرت نے فرمایا کہ ظالم کسی دوسری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کرتا، کیا عورتوں کی کوئی کمی ہے، اسی کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ ایسے معشوق کو دولاتیں مارو جو تم کو خاطر ہی میں نہ لائے، کیا یہ کوئی مقصود ہے؟ ایسی نیک لڑکی سے شادی کرو جو تم کو محبت سے قبول کرلے۔ بعض لوگ فردِ واحد پر فدا ہو جاتے ہیں، نتیجہ یہ کبھی تو وہ لڑکی راضی نہیں ہوتی، جیسے ایک بڑے میاں نے کہا کہ میری بیوی کا انتقال ہو گیا ہے، میں دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن عجب معاملہ ہے، جس لڑکی کو میں پسند کرتا ہوں وہ مجھ بڈھے سے راضی نہیں ہوتی اور جو بڑھیا ہم سے راضی ہوتی ہے اس سے ہم راضی نہیں ہوتے، کم عمر والی ہم سے راضی نہیں ہوتی اور بڈھی کو ہم پسند نہیں کرتے، تو ایسی دنیائے بے وفا سے دل لگانے والا کیسا ہے؟

حسین شکلوں پر مرنے والوں کی مثال

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کے سارے عاشق نابالغ ہیں۔

خلق اطفال اند جز مستِ خدا
نیست بالغ جز رہیدہ از ہویٰ

ساری مخلوق نابالغ ہے سوائے اللہ کے مستوں کے، بالغ وہی ہے جو نفس کی خواہشات سے پاک ہو۔ اور کتنی عمدہ مثال دی، آہ! مولانا رومی مثالوں کے بادشاہ ہیں، فرماتے ہیں کہ مائیں آٹا گوندھ کر روٹی پکاتی ہیں تو کچھ آٹے سے اونٹ اور شیر اور چڑیا کی شکلیں بنالیتی ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے لڑتے ہیں کہ اماں شیر میں لوں گا، اونٹ میں لوں گا، چڑیا میں لوں گا اور آپس میں کشتی ہورہی ہے، مار پیٹ ہورہی ہے۔ تو مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

از خمیرے شیر و اشتر می پزند
کو دکاں از حرص او کف می زنند

مائیں آٹا گوندھ کر شیر اور اونٹ بنارہی ہیں اور چھوٹے بچے ہاتھ مل رہے ہیں کہ ہائے میری اماں مجھے یہی دینا ؎

شیر و اشتر ناں شود اندر دہاں
ایں مگر نائید بہ فہمِ کودکاں

حالانکہ منہ میں یہ شیر اور اونٹ آٹے کی روٹی ہی بن جائے گی مگر یہ حقیقت بچوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔ ایسے ہی ساری دنیا نابالغ ہے، جو دنیا کے لئے نفس کی خواہشات کے چکر میں آپس میں لڑرہے ہیں، کوئی حبشن پر عاشق ہے، کوئی ترکی پر عاشق ہے، کوئی ہندی پر عاشق ہے اور کوئی قپچاقی پر عاشق ہے جو ترکوں کی ایک قوم ہے لیکن مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

ہندی و قپچاقی و ترکی و حبش
جملہ یک رنگ اند اندر گور خش

ہندی، قپچاقی، ترکی اور حبشی کو قبر میں جاکر دیکھو سب مٹی ہوجاتی ہیں، پھر انہیں پہچان نہ سکو گے کہ کون ترکستان کی تھی، کالی تھی، کون مصر کی گوری تھی؟ کیا مٹی پر مرتے ہو۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

ایں شراب و ایں کباب و ایں شکر
خاکِ رنگین ست و نقشیں اے پسر

اے دنیا والو! یہ شراب کیا ہے، کباب اور شکر کیا ہے، اللہ نے خاک کو رنگین کر دیا ہے، مختلف نقش و نگار بنا دیئے ہیں، یہ سب مٹی ہیں، اپنی مٹی کو مٹی پر مٹی مت کرو، ان مٹی کے کھلونوں پر اپنی مٹی کو مٹی مت کرو، اپنی مٹی کو خالقِ افلاک پر فدا کرو پھر تمہاری خاک رشکِ افلاک ہو جائے گی اور سارے غمزدہ مٹی کے عشق کے مبتلا تمہارے پاس سکون لینے آئیں گے، تمہارے پیر دبائیں گے اور تم سے دعائیں کرائیں گے۔

کسی کے تل کے لئے تلملاؤ مت

بس آج کی مجلس ختم۔ آپ لوگوں کو دیر تو ہوئی لیکن یہ بتاؤ کہ کچھ مفید باتیں اللہ نے میری زبان سے کہلوائیں یا نہیں؟ اگر اختر کے ان مشوروں پر عمل کر لو تو زندگی کا رُخ اور دل کا قبلہ بدل جائے، دل کا قبلہ اللہ کی طرف ہو جائے گا اور جن کو تم قبلہ بنائے ہو یہ قبلے تمہارے کچھ کام نہیں آئیں گے، اس لئے اختر کے دو جملے سن لو، کسی کے تل کے لئے تلملاؤ مت اور کسی کے بل کے لئے بلبلاؤ مت۔ رومانٹک دنیا والو! بتاؤ! کیا میرے جملوں میں مزہ نہیں ہے؟ میں کہتا ہوں کہ میں ہنسا ہنسا کر گھر بسانا چاہتا ہوں، مطلب یہ کہ ہنسانے کے بعد جو ہنسا فقد پھنسا اور اِذَا ھَنسَیْتَ فَقَدْ پَھَنسَیْتَ یہ دَھٰی یَدْھِیْ کی گردان ہے۔ تو ہنساتا کس لئے ہوں؟ اللہ کے لئے۔ اللہ کے لئے اختر کی بات سن لو، مٹی کے کھلونوں پر مت جاؤ، مولیٰ پر مرنا سیکھو لیکن کسی اللہ والے پر مرے بغیر مولیٰ پر فدا ہونا بھی نہیں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت

تو یہ بتادیا کہ آج سید سلمان صاحب بیٹھے ہیں، ان سے پوچھ لو، انہوں نے پھولپور کا جغرافیہ دیکھا ہوا ہے، مجھے اتنا مجاہدہ ہوا کہ اب میں اس کے تصور سے کانپتا ہوں، مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا شکر گذار ہوں، مجھے کوئی فخر نہیں، میرا کوئی کمال نہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر وقوت دی تھی اور حضرت شیخ کی محبت دی تھی کہ جس کی وجہ سے ہم دن کے ایک بجے تک بغیر ناشتہ کے رہتے تھے اور قضائے حاجت کے لئے جنگل میں جاتے تھے اور تالاب و دریا کے ٹھنڈے پانی میں نہاتے تھے، سردی کے مہینہ میں غوطہ مارتے تھے تو بے ہوش ہوجاتے تھے، جسم ہل جاتا تھا، پھر آنکھیں کھولتے تھے، لیکن کیا کرتے، بابا نے نہ غسل خانہ بنوایا تھا نہ لیٹرین تھی، وہ جنگل کی دیہاتی زندگی تھی مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضرت کی آہ وفغاں نے مجھے اپنے پاس روکے رکھا، جب حضرت ''اللہ'' کہتے تھے تو اتنا مزہ آتا تھا کہ جیسے دونوں جہاں مل گئے ہیں۔

حُسن کا جادو احساسِ بربادی ختم کردیتا ہے

اب بمبئی والے ڈاکٹر کا قصہ بھی پورا سن لو کہ اس ڈاکٹر نے میری بات مان لی، ان کی سمجھ میں بات آگئی اور اس کے بعد انہوں نے کبھی کسی لڑکی کے گال نہیں پکڑے۔ عورتوں کو دیکھنے کے لیے ایک ادھیڑ عمر کی ڈاکٹرنی رکھ لی، مریض عورتوں کو وہی دیکھتی تھی۔ اگر پیر اور مرشد نہ ملے تو آدمی کو کچھ پتہ نہیں چلتا، نفس اس کو اندھا رکھتا ہے، یہ مٹی کے کھلونے اس کو خراب وبرباد کردیتے ہیں اور اس کو پتہ ہی نہیں ہوتا، احساسِ بربادی بھی نہیں رہتا۔ یہ بھی بتارہا ہوں کہ حسن میں وہ جادو ہوتا ہے کہ جب انسان کسی پر عاشق ہوتا ہے تو اسے اپنی بربادی کا احساس بھی نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس چکر میں کتنے لوگ مرگئے،

لیلاؤں کی خاطر مولیٰ کے بغیر جب قبر میں گئے تب آنکھ کھلی، مگر اس وقت آنکھ کھلنا مفید نہیں، جیتے جی آنکھ کھول دو اور مولیٰ کے ساتھ دل و جان لگاؤ، اگر لیلاؤں سے زیادہ مزہ نہ پاؤ تو آ کر اختر سے شکایت کرو۔

لطیفہ

کراچی میں ایک خان صاحب مزدوری کرتے تھے، اینٹیں بلاک ڈھوتے تھے، دن بھر دس روپے مزدوری ملتی تھی، ایک دن اس نے دیکھا کہ لالو کھیت کے بس اسٹاپ پر ایک مجمع لگانے والے نے کوئی دوا بیچی اور ایک گھنٹے کے اندر کئی سو روپے کما لئے، تو اس نے بھی سوچا کہ یہ کام بہت اچھا ہے۔ تو وہ بھی چولہے کی راکھ سے چھوٹی چھوٹی پڑیا بنا کر کھڑا ہوا اور جھوٹ بولا کہ یہ جو پڑیا ہے یہ ایک روپے کی ملے گی اور اس سے مچھر مر جائیں گے اور کھٹمل ختم ہو جائیں گے، یہ پاؤڈر مچھر کو مارتا ہے کھٹمل کو ختم کرتا ہے۔ تو لکھنؤ کے ایک شیروانی لگائے ہوئے صاحب آئے، جو گلے تک شیروانی کے بٹن صحیح لگائے ہوئے ہوں تو سمجھ جاؤ کہ وہ لکھنؤ کے ہیں کیونکہ لکھنؤ کے لوگ شیروانی کا بٹن لگائے بغیر گھر سے نہیں نکلتے۔ تو انہوں نے بھی پڑیا خرید لی پھر اس کے بعد جب دو قدم واپس ہوئے تو ان کو خیال آیا اور انہوں نے کہا خان صاحب! اس کا طریقۂ استعمال کیا ہے؟ اب خان صاحب کی تقریر سنو! ارے میاں! تم کیسا آدمی ہے، شیروانی اتنی عمدہ اور بٹن اتنا سلیقے سے لگایا اور پوچھتا ہے کہ استعمال کا طریقہ کیا ہے، ارے سنو! اس کا طریقہ یہ ہے کہ تم مچھر کو پکڑو اور اس کا منہ ایسا موافق کھولو، دیکھو میری انگلی دیکھو، آپ مچھر کو پکڑو اور اس کا منہ ایسا موافق کھولو اور اس کے منہ میں ہمارا دوا ڈالو، اگر نہ مرے تو ہمارے پاس لاؤ، میں حرام کا نہیں کھاتا، ہم اس کو مارے گا، ہم اس کا ذمہ لیتا ہے۔ اب بے چارے شیروانی والے نے پڑیا پھینکی اور کان پکڑ کر کہا کہ میں کہاں پھنس گیا۔

اللہ تعالیٰ پر فدا ہونے کا طریقہ

تو اگر اللہ پر مرنا سیکھنا ہے تو روئے زمین پر کسی اللہ والے پر مر جاؤ، ان شاء اللہ مرنا آجائے گا۔ سمجھ گئے آپ! یہ راستہ ایسا ہی ہے کہ جن لوگوں نے اپنی زندگی کسی اللہ والے پر فدا کی یعنی جس اللہ والے سے آپ کا روحانی بلڈ گروپ ملتا ہے اس اللہ والے پر فدا ہو جاؤ، ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو اللہ پر مرنا آجائے گا۔ اختر نے اللہ پر مرنے والوں کی صحبت میں اپنے کو ایک زمانہ رکھا ہے تو آج آپ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ان بزرگوں کی نظر کے صدقہ میں مجھے دیکھ رہے ہیں۔ یہ اللہ والوں کی نظر کا صدقہ ہے ؎

چاند تارے مرے قدموں میں بچھے جاتے ہیں
یہ بزرگوں کی دعاؤں کا اثر لگتا ہے

تو اللہ والوں کی صحبت اٹھاؤ، ان سے اللہ کی محبت سیکھو اور ان پر مرنا سیکھو، ان شاء اللہ، اللہ پر مرنا آجائے گا۔

دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دے، اے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا دردِ دل اور اپنے دوستوں کی زندگی دے اور نافرمانوں کی زندگی سے نکال دے۔ علامہ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ہے کہ اے خدا! ہم سب کو نفس وشیطان کی غلامی سے نکال کر سو فیصد اپنی فرماں برداری کی حیات عطا فرما اور جن کی زندگی آپ پر فدا ہے، ہم سب کو ان کی زندگی پر فدا ہونے کی توفیق عطا فرما، اور خانقاہوں میں ایک زمانہ وقت لگانے کی توفیق دے پھر ہم سب کو جذب فرمالے۔ ہم وہ نالائق ہیں جو اپنی نالائقی اور نفس کی خباثت کی وجہ سے آپ کی راہ پر لگنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں، بس اب ایک ہی راستہ ہے کہ ہم نالائقوں کو آپ لائق بنادیں، اپنی صفتِ جذب کا ہم پر ظہور فرمادیں،

جب آپ ہمیں جذب کریں گے تو نفس وشیطان بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ والی حیات نصیب فرمائے اور دنیا وآخرت دونوں جہان عطا فرمائے ، اے مالکِ دو جہاں ہم سب پر دونوں جہان کی رحمتوں کی بارش فرما دیجئے ، آمین ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ ، آمین یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ

بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ،

رَبِّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَآئِكَ شَقِیًّا